مولوی سید احمد دہلوی ایک عظیم قلم کار

عطاء الرحمٰن میو

حافظہ عائشہ صدیقہ

Abstract:

Syed Ahmed Dehlvi is one of the famous personalities among the important personalities of urdu literature. His writings are full of social, cultural and moral aspects. Research ,critical analysis were the part of his nature. He has full command over English, Persian, and Arabic besides Urdu. There is a rich representation of Indian language and culture in his writings. His one of the best work is the compilation of Farhang e Aasifiya. It is the eternal treasure of the urdu literature history. This article tries to take a brief view of his writings.

دہلی اور نواح دہلی میں بہت سی نامور ہستیوں نے جنم لیا جن میں نامور علمائے دین، صوفیا، اولیا، حفاظ، شعراء، ادبا اور دیگر ہستیاں شامل ہیں۔ انہی علمی و ادبی ہستیوں میں دو نام ایسے ہیں، جو ہم نام بھی ہیں اور اپنے کارناموں کی وجہ سے آج بھی علم و ادب کی دنیا میں اپنی پہچان باقی رکھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک سید احمد خاں جو بعد میں اپنے کارناموں کی بنا پر سر سید احمد خاں کے نام سے شہرہ آفاق پر جگمگائے۔ علی گڑھ یونیورسٹی ان کا زندہ و جاوید کارنامہ ہے جبکہ دوسرے منشی سید احمد دہلوی ہیں، جو فرہنگ آصفیہ کے لازوال خزانے کی بدولت عالمی سطح پر منفرد مقام رکھتے ہیں۔ سید احمد دہلوی کی پیدائش ایسے دور میں ہوئی جب مغلیہ حکومت سمٹ کر "لال قلعے" تک محدود ہو گئی تھی۔ 1845ء میں پنجاب میں سکھوں کی طاقت بھی ختم کر کے انگریزوں نے اپنے اقتدار کی راہ ہموار کر لی تھی۔ بالآخر 1849ء میں پنجاب بھی ان کے تسلط میں آ گیا[1]۔ اس سیاسی افراتفری کے پُر آشوب دور میں غدر سے گیارہ برس پہلے 8 جنوری 1856ء کو منگل کے دن کوچہ بلاقی بیگم، دہلی میں سید احمد دہلوی کو ولادت ہوئی۔ 2؎

اشفاق احمد فرہنگ آصفیہ کے پیش لفظ میں ان کی ولادت 1846ء میں مقام دہلی بتاتے ہیں 3۔ محترمہ زہرہ جعفری سید احمد کی ولادت 9 محرم 1262 ہجری مطابق 8 جنوری 1846ء یوم سہ شنبہ شب شہادت بتاتی ہیں، کوچہ بلاقی بیگم دہلی 4۔

سید احمد دہلوی نے رسمی تعلیم کے لیے نامور اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور نارمل اسکول دہلی سے تحصیل علم کیا 5 انہوں نے کس درجہ تک تعلیم پائی، اس کے بارے میں حتمی رائے قائم کرنا ممکن نہیں۔ ان کی تصنیفات کے مطالعے اور خاص طور پر فرہنگ کا تجزیہ یہ بتاتا ہے کہ انہیں اردو کے علاوہ فارسی اور انگریزی پر بھی اچھی دسترس تھی۔ نیز عربی بھی جانتے تھے۔ انہوں نے 1884ء میں دہلی سے "اخبار النسا" کے نام سے ایک رسالہ بھی جاری کیا۔ جو دو سال تک شائع ہوتا رہا 6۔

تخلیقی، تنقیدی اور تحقیقی صلاحیت ان کی فطرت کا حصہ تھی۔ اس کا بھرپور اظہار زمانہ طالب علمی میں ہی نظر آتا ہے۔ وہ جو مثل مشہور ہے کہ "پوت کے پاؤں پالنے میں ہی نظر آجاتے ہیں" سو سید احمد دہلوی تخلیق جوہر میں ایام طالب علمی ہی میں " ایک فارسی منظوم طفلیٓ نامہ ، ایک انشائے تقویت الصبیان اردو میں، لکھ کر ایک پختہ کار انشانگار کے طور پر 1868ء میں اپنی جانب توجہ مرکوز کراتے ہیں۔ 1869ء میں ایک رسالہ " کنزالفوائد "تصنیف کر کے گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی، دو سو روپے کے انعام کے حق دار ٹھہرتے ہیں 7۔ یہ سلسلہ تصنیف و تالیف آخری دم تک جاری و ساری رہتا ہے۔ بالآخر یہ عظیم لکھاری، محقق، موئف اردو کی عظیم لغت فرہنگ آصفیہ کا بنیاد گزار 11 مئی 1918ء کو دائمی اجل کو لبیک کہ کر دارلبقا کا دائمی سفر اختیار کرتا ہے 8۔ سید دہلوی تو اس فانی دنیا سے رحلت فرما گئے مگر اپنے پیچھے چالیس کے قریب چھوٹی بڑی تصانیف اردو ادب کو ایک گرانمایہ سرمائے کے طور پر دے گئے۔ اگر سید دہلوی کچھ اور نہ بھی لکھتے تو چار جلدوں پر مبنی فرہنگ آصفیہ ہی ان کی شہرت بقائے دوام کے لئے کافی تھی۔

ذیل میں سید احمد دہلوی کی تصانیف و تالیف کی فہرست دینا بے محل نہ ہو گا تا کہ آج کا قارئین اور نو آموز محققین ان کی جناتی تحریری صلاحیتوں سے آگاہ ہو سکیں۔

منشی سید احمد دہلوی کی فہرست کتب:

1. رسالہ ساجن موہنی یعنی تسخیر شوہر:
2. جو ادھر خاوند کو رضامند رکھنے ادھر بیوی کو اپنا فرماں بردار بنالینے، ماں بات کو ابتدا ہی سے اس امر کے متعلق نکتے بتادینے کا ایک نہایت مجرب اور چلتا ہوا تعویذ ہے۔ عبارت کی سشتگی، مضامین کی چستی، مثالیہ حکایات کی دلنشینی اور منشی صاحب موصوف کی صلاح و اصلاح کامل سے مزین ہو کر بشمول تسخیر اللغات مفید نسواں چھاپا گیا۔ ازدواجی زندگی کے مسائل اور اصلاحی اصول
3. راحت زمانی:
4. یعنی عورتوں کی تضیع اوقات سے بچانے کی ایک انوکھی اور مزے دار کہانی اصلاح افسانہ۔
5. کنزالفوائد:
6. یعنی بچوں کے واسطے تقدیر و تدبیر کی مناظرہ آموز بحث، تاریخی و عقلی مباحثہ، جس پر گورنمنٹ سے دو سو روپے کا انعام ملا تھا۔
7. طبیعی تعلیم:
8. یعنی بچوں کو کتاب اور استاد کے بغیر کھیلوں میں محقق و حکمانہ مزاج بنادینے کا کامل نسخہ
9. رسوم دہلی:
10. بچے کے پیدا ہونے سے بیاہ شادی اور میت تک کی کل دلچسپ رسمیں جو دہلی میں رائج ہیں۔
11. بچوں کا رکھ رکھاؤ:
12. اولاد کی صحت قائم رکھنے خود علاج معالجے کر لینے کی سہل ترکیب
13. اخلاق النسا:
14. شہزادیوں، امیر زادیوں، پٹ رانیوں کے واجب العمل اخلاقی حالات
15. لڑکیوں کا قاعدہ:
16. یہ قاعدہ لڑکیوں کے لے نہایت مفید اور بکار آمد ہے۔
17. لڑکیوں کی پہلی کتاب:

18. یہ کتاب لڑکیوں کے لے نہایت سود مند ہے۔
19. قواعد اردو: صرف نحو
20. تفہیم المصادر: علم اردو9ے

لغت و متعلقات لغت:

21. لغات اردو معروف بہ ارمغان دہلی: طبع اول، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، 1878ء
22. فرہنگ آصفیہ
23. جلد اول، طبع اول، مطبوعہ رفاہ عام پریس لاہور، مئی 1908ء
24. فرہنگ آصفیہ
25. جلد دوم، طبع اول، مطبوعہ رفاہ عام پریس لاہور، مئی 1908ء
26. فرہنگ آصفیہ
27. جلد سوم، طبع اول، مطبوعہ اسلامیہ پریس لاہور جنوری 1898ء
28. فرہنگ آصفیہ
29. جلد چہارم، طبع اول، مطبوعہ رفاہ عام پریس لاہور، جنوری 1901ء
30. لغات النسا
31. طبع اول، مطبوعہ کاشی رام پریس سابق نول کشور لاہور 1917ء
32. لغات المدارس: طلبہ کے لیے
33. محاکمہ مرکز اردو: مقالہ 1911ء
34. مرقع تکمیل الکلام: اصطلاحاتِ پیشہ وراں
35. تزئین الکلام: آٹھ ہزار ضرب الامثال مع متعلقہ قصص
36. تحقیق الکلام: علم زبان اور حروف کا تغیر و تبدل
37. علم اللسان

ادب وانشا

38. وقائع درانیہ: تاریخ 1871ء
39. انشائے ہادی النسا: زنانہ خط وکتابت، 1875ء
40. تحریر النسا: زنانہ خط وکتابت مردوں کے نام
41. اخبار النسا: زنانہ اخبار 1884ء
42. قصہ مہر افروز: اصلاحی افسانہ 1884ء
43. چتر بہنیلی: شہر افروز بیگم کا قصہ
44. ایمنئہ مصری کا قصہ: کہانی
45. کریت بکھان: رسم ورواج ہنود
46. مرقع زبان وبیان دہلی: مطبوعہ مستنصر پریس دہلی، 1914ء
47. روزمرہ دہلی: اہل دہلی کی گفتگو کا نمونہ
48. ناری کتھا: ہندووں کی زنانہ روزمرہ بہ صورت مکالمہ
49. رس کھان: پہیلیاں، کہہ مکرنیاں، گیت، دوہے، بھجن، لوک گیت
50. سیر شملہ: تاریخی حالات
51. سفر نامہ مہاراجہ راؤ الور: حالات سفر
52. ایک بار مار کشمیری پنڈت: فرہنگ آصفیہ کی طباعت کے سلسلے میں کشمیری پنڈت کی بے وفائی کا قصہ 10ے
53. رسوم اعلیٰ ہنودان دہلی: حالات فرقہائے مختلف مع رسوم 11ے
54. باتص ویر سگھڑ سیلی۔12ے

مذکورہ بالا تفصیل کی روشنی میں ان کی کتب کی تعداد اور ان کے زبان وبیان کی اہمیت، خصوصا بیشتر کتب میں دہلی میں بولی جانے والی عورتوں کی زبان اور ان کا نسائی اسلوب پر سید احمد دہلوی کی گرفت قابل تحسین ہے۔ جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ سید احمد دہلوی نے عورتوں سے مکالمہ کیا۔ ان کے رہن

سہن اور ان کی آپس بول چال، ریت رواج، زبان وبیان کی نزاکتوں، ایک دوسرے سے بے تکلفانہ اور بے حجابانہ گفتگو میں برتی جانے والی کہاوتیں، ضرب الامثال، یاوہ گوئی، روزمرہ اور پیشہ وارانہ لفاظی کو سنا؛ اسے محفوظ کیا اور انشا کی شکل میں، لغت کی صورت میں تالیف و ترتیب دے کر وضاحتوں کے ساتھ رسائل، کتب اور فرہنگ آصفیہ کے پیرائے میں متشکل کر دیا۔ ان کی اس بے لوث محققانہ کاوش کی بدولت اردو کی ایک بے مثال لغت، لغت نویسی کے سائنٹفک قوائد کے مطابق فرہنگ آصفیہ کے عنوان سے اشاعت پذیر ہوئی۔ اس حوالے سے ڈاکٹر خلیق انجم لکھتے ہیں:

"مولوی سید احمد دہلوی کم سے کم اڑتیس چھوٹی بڑی کتابوں کے مصنف، موئف اور مرتب تھے۔ چار جلدوں میں ان کی مرتبہ فرہنگ آصفیہ کی وجہ سے تاریخ ادب اردو میں ان کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔"13۔

سید دہلوی بھی اس بات سے آگاہ تھے کہ ان کی یہ کاوش انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ تگ و دود اور تلاش بسیار کے بعد اس میں زبان وبیان کے حوالے اور فرہنگ تالیف کی ہے۔ وہ ہندوستان میں عروج اردولب و لہجے کی ترجمانی کرتی ہے۔ اسی بنا پر سید احمد دہلوی نے فرہنگ آصفیہ کو انسائیکلوپیڈیا اِن اردو قرار دیا ہے۔14۔

فرہنگ آصفیہ کی تالیف جان جوکھوں کا کام تھی۔ جس کے لیے موئف نے عمر عزیز کے تیس سال صرف کیے۔ تب کہیں جا کر یہ منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اس کے بعد ستم بالائے ستم یہ ہوا کہ گھر میں آتش زنی کی بنا کر جہاں گھریلو اسباب خاکستر ہوا وہاں فرہنگ آصفیہ کی طبع شدہ چاروں جلدوں کا ذخیرہ بھی راکھ ڈھیر بن گیا۔ یہ صدمہ جانکاہ قیامت صغریٰ سے کم نہ تھا۔

سید احمد دہلوی نے اس صدمہ عظیم کو دل کا روگ بنانے کی بجائے از سر نو کمر باندھی اور بھاگ دوڑ کر کے دوبارہ فرہنگ کی اشاعت میں جُت گئے۔ لاہور میں براجمان ہو کر دوبارہ سے مسودات کے پروف پڑھے اور اردو قارئین کے لیے چار جلدوں پر مبنی لغت ایک بیش بہا خزینہ مہیا کر دیا۔ فرہنگ آصفیہ کی جلد چہارم کے صحفہ نمبر 793 پر تمت بالخیر میں لکھتے ہیں:

"چونکہ 27 نومبر 1892ء مطابق 6 جمادی الاول 1310 ہجری موافق 8۔ گھن سمت بکرمی بروز یکشنبہ یعنی آفتاب عالمتاب کے دن اس کتاب فیض انتہاب نے تکمیل پائی، لہذا حضرت آفتاب 1896 تاریخ عیسوی تسخیر 1310 ہجری باغ دلپذیر 1649 تاریخ سمت ظہور میں آئی اور بلحاظ اشاعت اسوج کہ جلد چہارم یعنی اخیر جلد 1900 میں شائع ہوئی الفاظ دلپذیر پر ٹھہری۔ مگر تاریخ ہجری اسطرح نظم کر دی گئی.

قطعہ

عمر سی سال را تلف کردم زیں سپس ایں کتاب ساختہ شد

بود اندیشہ سنِ اتمام سال تاریخ عمر باختہ شد

قطعہ تاریخ از مولف

تھا طبع کو وقت طبع بھی اضمحلال اتمام کے سن میں تھے پریشاں خیال

اک روز ندا ہاتف غیبی نے یہ دی کیا سوچ ہے مغز و فضلا کہہ دو سال

(1958 سمت بکرمی)

فقط بندہ سید احمد دہلوی ولد حافظ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مغفور و مبرور مصنف فرہنگ آصفیہ ساکن دہلی حویلی نواب مظفر خاں، قریب گزر ترکمان دروازہ یکم دسمبر 1900۔15؎

سید احمد دہلوی نے 1868 سے اس فرہنگ کا جو ڈول ڈالا مذکورہ ترقیمہ کے لحاظ سے تو اختتام پذیر ہوا۔ مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ داغ دہلوی نے شاید اسی موقع کے لیے کہا۔

مرے آشیاں کے تو تھے چار تنکے
چمن اڑ گیا آندھیاں آتے آتے 16؎

گھر کی آتشزدگی نے ان پر قیامت ڈھادی۔ آفرین ہے ان کی ہمت اور حوصلے پر انہوں نے صبر و تحمل کے ساتھ مشیت ایزدی کی رضا پر سر جھکایا اور ایک نئے عزم و ولولے کے ساتھ فرہنگ آصفیہ اور اپنی دیگر تصنیفات کی اشاعت پر اپنے سرپرستوں اور احباب کے تعاون سے توجہ مرکوز کر دی۔ مولف نے آتشزدگی کا ذکر یوں کیا ہے۔

"ہم تقطیع ہو کر اوّل۔ دوم جلد وبقیہ کلاں تختی کی سوم جلد لاہور سے دہلی پہنچی تھی کہ 8 فروری 1912 کی آتشزدگی نے ہماری یاوری محنت میں پھر کچھ وقفہ ڈال دیا اور ہمارا تمام سرمایہ عمری کتب خانہ، مسودات تازہ نیز اثاث البیت کا خاتمہ کر کے الف اللہ کر دیا۔ دانت کریدنے کو تنکا تک نہ بچا بلکہ ایک معصوم لڑکی کی جان بھی گئی۔ گل زمین سے جو نکلتے ہیں برنگ شعلہ کوئی جاں سوختہ جلتا یہ تہ خاک نہ ہو۔ فرہنگ کا نام ہی نام باقی رہ گیا۔"17۔

جذبہ صادق ہو، اللہ پر کامل توکل ہو تو انسان مشکلات و حوارث کے گرداب سے نکل آتا ہے۔ سید احمد دہلوی نے بھی حالات کے سامنے سپر نہ ڈالی اور ایک نئے عزم و ولولے کے ساتھ اپنے کارنامے کو پھر سے حیات نو بخشنے کا اہتمام کیا۔ اس کے باوجود کہ وہ تہی دامن تھے لیکن جذبہ عشق و توکل اور کچھ کر گزرنے جنون کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ سوا سی جنون نے انھیں پھر سے حوصلہ بخشا نظام حیدر آباد دکن نے پہلے بھی اس عظیم کارنامے کو سراہتے ہوئے مالی معاونت کی تھی۔ اس آڑے وقت میں انہوں نے پھر دست تعاون دراز کیا اور سید احمد دہلوی پھر سے بچا کچھا اثاثہ سمیٹ کر اس کی اشاعت میں جُت گئے۔

اس ضمن میں زہرہ جعفری لکھتی ہیں:

"فرہنگ آصفیہ کی اشاعتی اخراجات کے سلسلے میں نظام دکن نے سید احمد دہلوی کی درخواست منظور فرماتے ہوئے یہ شرط رکھی کہ جتنی جلدیں شائع ہوتی جائیں وہ بھیج کر رقم وصول کرتے رہیں۔ یہ سلسلہ تادم آخر جاری رہا۔ اس زمانے میں سید احمد بستر مرگ پر صاحب فراش تھے۔ ہر دوسرے تیسرے دن تار بھیج کر لاہور سے جلدیں طلب کرتے تھے۔ یہ کام لاہور میں ان کے ایک متحد کارکن منظور احمد عباسی انجام دیتے تھے۔ یہ واقعہ ان ہی کی زبانی معلوم ہوا کہ جلد دوم سوم و چہارم چھپ چکی

تھی۔ اور جلد اول چھپ رہی تھی کہ دہلی سے ایک تار وصول ہوا جس میں سید احمد دہلوی کے انتقال کی خبر تھی۔ انہوں نے اس خبر سے اہل مطبع کو بے خبر رکھا کہ مطبع طباعت کے معاوضہ میں لغت دبا کر نہ بیٹھ جائے اور دو تین دن کے اندر لغت تیار کرا کے ساری جلدیں دہلی بھیج دیں۔ اس طرح جس لغت کی ابتدا1868 میں ہوئی تھی وہ1892 میں تکمیل کو پہنچی اور دوبارہ طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آئی۔18؎

قدرت جب کسی سے کوئی کام لینا چاہتی ہے تو اسے ہمت بھی دیتی ہے اور اس کے لیے اسباب کا بھی بندوبست کر دیتی ہے۔ سید احمد دہلوی کے ساتھ بھی یہی ہوا کہ جب بھی انہیں مالی مسائل کا سامنا ہوا تو قدرت کی طرف غائبانہ اسباب پیدا کر دیے گئے۔ کبھی ان کی کوئی تصنیف لائق انعام ٹھہری اور اس رقم سے وہ فرہنگ آصفیہ کے کام کو آگے بڑھاتے رہے۔ کبھی اس عہدے کے معاصر رسائل و جرائد نے ان کے حق میں مہم چلائی تو کبھی دوست احباب نے ان کے کارنامے اس قدر رسانیت کے ساتھ نظام دکن کے سامنے پیش کیے کہ انہیں ماہانہ وظائف سے نوازا گیا اور اشاعتی اخراجات بھی اٹھانے کی ذمہ داری لی گئی۔ اس لیے فرہنگ آصفیہ زندہ و جاوید کارنامہ تھا۔ سید احمد دہلوی کے ساتھ ساتھ اس کے معاونین خصوصی نظام دکن، آصف جاہ کا نام بھی بقائے دوام میں شامل ہونا تھا۔

نظام دکن کے سامنے فرہنگ آصفیہ کی خوبیاں اور اس کی افادیت تفصیل سے بیان کی جاچکی تھی۔ یہ تاریخ ادب اردو کا لازوال خزینہ تھا۔ جو سید احمد دہلوی محنت و مشقت دامے، درمے، سخنے اور ایثار و جذبے کے ساتھ تالیف و ترتیب دیا تھا، آج بھی لغت نویس اس سے صرف نظر نہیں کر سکتے۔ اس کی خوبیوں کے حوالے سے سید یوسف بخاری دہلوی لکھتے ہیں:

"منشی سید احمد کی زندگی کا سب سے بڑا رنامہ ان کی مشہور "فرہنگ آصفیہ ہے یہ 64*60 سائز پر چار فخیم جلدوں کے (3535) صحفات پر مشتمل ہے۔ اس میں 40 ہزار سے زائد عربی، ترکی، فارسی، سنسکرت، ہندی، انگریزی اور دیگر تمام زبانوں کے وہ الفاظ درج ہیں جو اردو میں مستعمل ہیں۔ ضرورت کے مطابق ہر لفظ کا مادہ و اشتقاق اور ہر لغت کے متعلق اساتذہ و متعقدمیں و متاخرین کے کلام نظم و نثر سے مختلف اسناد اس طرح پیش کی ہیں جو تذکیر و تانیث کے امتیاز اور فصیح و غیر فصیح ہونے کے فرق کو واضح کرتی ہیں۔

اہل زبان کے محاورات، ضرب المثال، علمی وفنی پیشہ ورانہ اصطلاحات، رسوم، تیج تہوار، میلے ٹھیلے سب کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ قلعہ معلیٰ کی بیگماتی زبان، تاریخی واقعات، طبعیات و فلسفہ وغیرہ کے ضروری مسائل، ضلع جگت، پھبتی، پہلیاں، کہہ مکرنیاں، دوسخنے، فقیروں اور سودے والوں کی آوازوں اور مختلف بولیوں کے علاوہ ایک طویل وبسیط مقدمے کے ذریعے زبان اردو کی تاریخ پیدائش اور ارتقا پر روشنی ڈال کر بڑی مفید معلومات بہم پہنچائی ہیں، جلد چہارم کے آخر میں "نیرنگ خیال"، آزاد کی طرز میں "پیکر خیال" کے عنوان سے فرہنگ آصفیہ کی کہانی اپنی زبانی اردوئے معلیٰ میں بڑے موئژ اور درد انگیز پیرائے میں لکھی ہے۔ اس لغت کے ساتھ ساتھ ان کی متعدد دوسری کتابیں بھی ظہور میں آئیں ۔ جن کو سید احمد نے اپنی لغت کے "بچے کچے" لکھا ہے۔19۔

سید احمد دہلوی کے "بچے کچے" بھی تین درجن سے زائد ہیں انہی "بچے کچے" کی بہترین شکل فرہنگ آصفیہ ہے۔ ان "بچے کچے" میں بھی فرہنگ آصفیہ دہلی کی تہذیب وتمدن، نسائی زبان کی طیم و شیم زبان کی باریک نزاکتوں کی مہک پڑھنے والوں کے دل ودماغ کو اس عہد کی لسانی تازگی اور شگفتگی سے مہکاتی ہے۔ فرہنگ آصفیہ اپنے باطن میں بہت سے خصائص کا مجموعہ ہے۔ جن کی اجمالی صورت ذیل میں دی جاتی ہے۔

فرہنگ آصفیہ کے خصائص / اہم نکات:

1. اہل دہلی اور لکھنو کے موافق تذکیر وتانیت کی تمیز
2. زبانوں کا فرق اور ان کی اصلیت کا کھوج / پتا
3. عام محاورات اور خاص محاورات کا اندراج
4. فقیروں کی صدائیں
5. سودے والوں کی آوازیں
6. دل لگی اور ظرافت کا مرقع

7. جواریوں، ٹھگوں، دلالوں، چابک سواروں، بدمعاشوں، مختلف پیشہ واروں کے ملتے جلتے روزمرے بہ ترتیب حروف درجہ بدرجہ درج ہیں۔
8. عورتوں کی زبان / بولی
9. جاہلوں کی زبان
10. ضروری قانونی الفاظ اور عدالتوں کے غلط محاوروں کی تصحیح
11. مغلظات اور فحش الفاظ سے گریز
12. سابق فصحا کے پسندیدہ محاورے
13. حال کے فصحا کے پسندیدہ محاورے
14. عوام الناس کے محاورات اور خواص کی محتاط روش اور روزمرہ
15. پنڈت جی مہاراج کے آنند پر مبنی شبد
16. مولوی صاحب کے فخریہ عربی الفاظ
17. ہندی کے کبیشر کے دوہوں، کبتوں، گیتوں ٹھریوں میں برتے جانے والے الفاظ
18. اردو شعرانے کہانیوں، پہلیوں، کہاوتوں میں کن الفاظ کو برتا ہے۔
19. متروک الفاظ اور ان کی جگہ مستعمل نئے الفاظ
20. مخلوط اور خارج الفاظ
21. فقرائے ہند، اولیائے ہند اور علمائے زمانہ کی توقیت
22. کتب سماوی اور مذہبی تحقیقات
23. ہندی لغتوں کے مادہ کی تحقیق، سنسکرت، پالی، پراکرت زبان سے فارسی زبان تک کے حوالے سے
24. قدیم ہندوستانی الفاظ کی نشان دہی جو سنسکرت سے قبل عروج تھے۔
25. فلولاجی کے ذریعے سے الفاظ کا متحد ہونا، کی دلائل کے ساتھ تفصیل۔

26. فارسی الفاظ کا زبان ژند پاژند اور دساتیر تک سے سراغ
27. ترکی الفاظ کی بدلتی ہوئی صورتیں
28. ہر ایک محاورے کی سند مندرج ہے۔ حتی الوسع کلام شعرا، ضرب الامثال، روز مرہ گفتگو، گیت، کیت، دوہے، پہلی، مکری، بھجن وغیرہ سے
29. پھبتیوں اور ذومعنیوں کا اندراج
30. بچوں کے کھیل کود، عورتوں کے کوسنے اور دعائیں، دوسری زبانوں کے ترجمہ شدہ محاوروں کا ذکر
31. انگریزی ڈکشنریوں کی طرح لغت اور اس کے مشتقات کے ساتھ چھتیس حرفوں کا لحاظ رکھا گیا ہے۔
32. ہر ایک محاورے کی مثالیں اس کے بول چال والے لوگوں کے مطابق درج کی گئی ہیں۔
33. بچوں کے کھلانے کے فقرے، لوریاں، کھیل وغیرہ بھی ترتیب کے ساتھ مثالوں سے لکھے گئے ہیں۔
34. ضلع جگت، چھند، مرہٹی، بارمے، انملیاں، دوسخنے، کہہ مکرنیاں، جو چاہو اس میں تلاش کر سکتے ہو۔

فرہنگ آصفیہ اپنے ابتدائی مراحل میں ہی شہرت پا چکی تھی۔ اخبارات و جرائد اس کی تعریف میں رطب اللساں تھے۔ معاصر اہم علمی و ادبی شخصیات اور اخبارات و جرائد میں ساٹھ سے زائد نثری اور منظوم فارسی اور اردو زبان میں تقاریظ شائع ہو کر اسے بلند مقام پر فائز کر چکی تھیں۔ جن میں بیشتر فرہنگ آصفیہ جلد چہارم کا حصہ ہیں جس کی اجمالی فہرست ذیل میں درج کی جاتی ہے:

1. رپورٹ فرہنگ آصفیہ۔ شمس العلما سید علی صاحب بگرامی۔ 7 اگست 1888ء ص797
2. تقریظ۔ مولوی الطاف حسین صاحب حالی 2 اپریل 1887ء ص799
3. تقریظ۔ شمس العلما منشی محمد ذکاء اللہ صاحب دہلوی 4 مئی 1887ء ص801

4. تقریظ۔ شمس العلماء مولوی محمد حسین صاحب آزاد دہلوی۔6جولائی1887ء ص802
5. تقریظ۔ مولوی عبدالحلیم صاحب عاصم25اپریل1888ء ص:803
6. قطع تاریخ تقریظ۔ محمد عبدالرؤف وحید11اپریل1888ء ص:804
7. تاریخ فرہنگ آصفیہ۔ محمد عبدالرؤف وحید11اپریل 1888ء ص:805
8. تقریظ۔ مولانا مولوی مفتی محمد عبداللہ ٹونکی28مارچ1898ء ص:806
9. تقریظ۔ میر مہدی حسین صاحب مجروح یکم اکتوبر1887ء ص:808
10. تقریظ/ نقل خطوط نواب علاؤالدین احمد خاں بہادر دہلوی22ستمبر1878ء ص:809
11. تقریظ۔ نواب سعید اخاں بہادر طالب دہلوی25نومبر1886ء ص:809
12. نظم گرامی۔ شیخ غلام قادر صاحب گرامی13مئی1895ء ص:809
13. تقریظ۔ نواب خاقان حسین صاحب عارف دہلوی6مئی1892 ص:810
14. تقریظ۔ مولوی مرزا عبدالحکیم بیگ۔ ص:810
15. تقریظ۔ بابو فقیر چند صاحب۔بڑا اسسٹنٹ ڈکشنری،ڈاکٹر فیلن۔28مارچ 1878ء
ص:811
16. تقریظ۔ بابو چرنجی لال اسٹنٹ ڈکشنری،ڈاکٹر فیلن۔11اپریل1878ء۔ ص:812
17. نقل سرٹیفیکیٹ۔ مرزا محمد ہدایت افزا،مرزا الٰہی بخش۔28اپریل1873ء ص:812

تقاریظ اخبارات اردو مع آرائے نامہ نگاری:

(از 1876ء لغایت1895ء)

1. اخبار انجمن پنجاب لاہور۔ 12جولائی1876ء ص:813
2. اکمل الاخبار دہلی۔ 30دسمبر1877ء ص:814
3. کوہِ نور لاہور۔ 5جنوری1878ء ص:814

4. قیصر الاخبار الہ آباد۔	4جنوری1878ء	ص:814
5. رہبر ہند لاہور۔	29جنوری1878ء	ص:814
6. اخبار انجمن۔	15مارچ1878ء۔	ص:815
7. نصرت الاخبار دہلی۔	11اپریل1878ء	ص:817
8. پنجابی اخبار لاہور۔	11مئی1878ء	ص:818
9. اخبار انجمن پنجاب لاہور۔	17مئی1878ء	ص:819
10. اخبار انجمن پنجاب لاہور۔	24مئی1878ء	ص:823
11. سفیر ہند امرتسر۔	یکم جون1878ء	ص:823
12. سفیر ہند امرتسر۔	8جون1878ء	ص:824
13. کوہِ نور لاہور۔	22جون1878ء	ص:824
14. مفید ہند دہلی۔	8جولائی1878ء	ص:825
15. اخبار انجمن پنجاب لاہور۔	4اکتوبر1878ء	ص:826
16. مشیر ہند لکھنو۔	24نومبر1878ء	ص:828
17. اخبار عام لاہور۔	23اگست1888ء	ص:828
18. رفیق ہند لاہور۔	25اگست1888ء	ص:828
19. کوہِ نور لاہور۔	28اگست1888ء	ص:829
20. اخبار عالم میرٹھ۔	28اگست1888ء	ص:830
21. سرمور گزٹ ناہن۔	30ستمبر1889ء	ص:831
22. اخبار عام لاہور۔	19اکتوبر1889ء	ص:832
23. سفیر دکن حیدر آباد۔	25،29جنوری1890ء	ص:832
24. سرمور گزٹ ناہن۔	14دسمبر1891ء۔	ص:833

25. چودھویں صدی راولپنڈی۔ 18نومبر1895ء ص:834

26. دس چٹھیوں اور دوریویوز اردو ترجمہ جو سول اینڈ ملٹری گزٹ پنجاب پیٹریٹ، ایوننگ میل، ٹربیون، دکن سٹینڈرڈ، پنجاب آبزرور میں شائع ہوئے۔ 6

دسمبر1898ء ص:836-839

27جولائی1899ء

31مئی1878ء

یکم اپریل1848ء

25اپریل1878ء

29مارچ1887ء

4دسمبر1886ء

25مارچ1884ء

26اگست1893ء

یکم ستمبر1892ء

27. ترجمہ اخبار دکن سٹینڈرڈ۔ 17جنوری1890ء ص:839

28. ترجمہ ریویو پنجاب آبزرور لاہور۔ 12نومبر1899ء ص:840

29. ترجمہ خط وکتابت۔ 23اپریل1878ء ص:841

26اگست1900ء

30. مزیدار تقریظ مع قطعات۔ مرزا عبدلغنی گورگانی بہ ارشد 26اگست1900ء ص:842

31. تقریظ بشیر مع تاریخ دلپذیر۔ بابو بشیر الدین بشیر دہلوی 28اگست1900ء ص:852

32. تقریظ مع قطعات۔ مرزا محمد مجاہد الدین گورگانی۔ 16ستمبر1900ء ص:892

33. قطع تاریخ۔ لالہ سری رام نسیم۔ 16ستمبر1900ء ص:857

34. پیکرِ خیال کا آغاز 19 جون 1901ء ص:859

35. مطبع رفاہ عام لاہور اور اسلامیہ پریس اخیر کا شکریہ۔ سید احمد دہلوی۔ ص:860

فرہنگ آصفیہ پر 22 زائد شخصیات نے تقاریظ لکھیں اور معاصر جرائد میں شائع ہوئیں جبکہ 42 سے زائد اخبارات و جرائد میں فرہنگ آصفیہ پر ریویو اور تراجم شائع ہوئے۔ جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ علمی و ادبی شخصیات، علمی و ادبی انجمنوں اور اداروں نے اس کاوش کو تحسین آمیز خراج پیش کیا، جو سید احمد دہلوی کی خدمات کا اعتراف تھا۔ بیسویں صدی میں فرہنگ آصفیہ پر ریویو لکھے جاتے رہے۔ قاضی عبدالودود کا فرہنگ آصفیہ پر لکھا گیا تبصرہ کافی اہم ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"موئف نے لکھا ہے کہ ارمغان دہلی کا خلاصہ ایک ماہانہ رسالہ کے طور پر پہلی بار اپریل 1978ء میں شائع ہوا۔ 1888ء میں شائع شدہ شمارے جلد1 و جلد2 میں تقسیم کر دیے گئے۔ اس کے بعد بڑی تقطیع پر جلد3 و 4 ترتیب 1898 ء اور 1901ء میں شائع ہوئیں جلد1 و جلد2 چھوٹی تقطیع پر تھیں۔20۔

قاضی عبدالودود کو اپنے ریویو میں اس بات پر بھی اعتراض ہے کہ سید احمد دہلوی نے دور اول کے بہت سے شعرا کو نظر انداز کر دیا اور ان کے اشعار نظائر کے طور پر شامل نہیں کیے۔ حالاں کہ ان شعرا کے دواوین سے سیکڑوں اشعار / الفاظ فرہنگ آصفیہ میں شامل کیے جاسکتے تھے۔ جس سے اس کی وقعت میں اضافہ ہوتا۔ انھوں نے ایک فہرست بھی مرتب کر کے اپنے ریویو کا حصہ بنائی ہے۔ قاضی عبدلودود لکھتے ہیں:

"فرہنگ آصفیہ میں دور اول کے شعرا ایکرو، سجاد، آبرو، جعفر، فائز، حاتم، شاکر، ناجی کے دواوین سے سیکڑوں الفاظ دیے جاسکتے ہیں۔ جو یا تو مطلقاً موجود نہیں، یا ہیں تو بغیر سند، الفاظ و طریق استعمال ذیل کلیات میر دیوان قائم، غزلیات میر حسن و دیوان وغیرہ آصفیہ سے غیر حاضر ہیں۔ کلیات جعفر علی حسرت، مجموعہ لغت، کربل کتھا، دیوان ناجی، نفس اللغہ از میر علی اوسط رشک،"۔21۔

قاضی عبدالودود نے مذکورہ دواوین کے سیکڑوں الفاظ کی مثالیں پیش کر کے یہ بتایا کہ سید احمد دہلوی محنت و مشقت اور مطالعہ کا دائرہ بڑھا کر فرہنگ آصفیہ کو زیادہ اعتبار بخش سکتے تھے۔ ان کی یہ نشان دہی قابل تحسین ہے۔ کیا ہی بہتر ہوتا کہ وہ یہ ساری مشقت مقرری فرہنگ آصفیہ کا حصہ بنا کر نظر ثانی کے طور پر اپنا نام لکھوا کر امر ہو جاتے۔

رومی کا شعر ہے: من ندانم فاعلاتن فاعلات۔۔۔ شعر میگویم بہ از آب حیات تبصرے میں دلائل کے ساتھ 64اعتراض لگا کر ان پر مسئلہ کے ساتھ مفصل بحث کی گئی ہے۔ ان مباحث میں نمبر 53 سے 64 کے مختلف شعرا کے دواسین اور "نفس اللغہ" سے استناد پکڑا ہے۔ جبکہ نمبر 1 سے نمبر 52 کے مباحث میں متفرق اعتراضات دلائل کے ساتھ اٹھائے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں قاضی عبدالودود مرحوم اپنے عہد کے انتہائی وسیع المطالعہ اور وسیع النظر عالم فاضل محقق اور مدون تھے۔ انہوں نے اپنے تحقیقی و تنقیدی مضامین میں بڑے بڑے اہل علم کے تسا محات کی نشاندہی کی، تحقیق و تنقید کے جس کڑے معیار کا راستہ اپنایا۔ اس پر بے خوف و خطر ڈٹے رہے اور تحقیق و تنقید کا وہ بے لاگ معیار قائم کیا کہ ان کے ناقدین بھی اس کے معترف تھے۔

سوال یہ ہے کہ سید احمد دہلوی نے فرہنگ آصفیہ تالیف کے لیے نگر نگر کی خاک چھانی، اہل علم کی مجالس سے موتی چنے، دور دراز کے موضعات میں جا کر پنچایتوں میں بیٹھے، وہاں کے لوگوں سے مکالمہ کیا، بڑی بوڑھیوں کی زبان سے لفظوں کی ادائیگی سنی، انہیں پوتھیوں میں محفوظ کیا۔ مختلف ذات برادریوں کے رسم و رواج کا مشاہدہ کیا۔ ان کی ریت پریت، ان کے گیت سنگیت، ان کے میل جول، رہن سہن بولیوں، زبان و بیان۔ محاورات۔ اصطلاحات۔ روزمرہ، کھیت کھلیان، کمانے دھمانے کے انداز دیکھے۔ گنواروں سے ملے۔ پیشہ وروں کے پاس بیٹھے، غرض یہ کہ زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے افراد سے ہاتھ ملایا۔ تب کہیں جا کر فرہنگ آصفیہ کے لیے سرمایہ ہاتھ آیا۔ متقدمین، متوسطین، اور متاخرین شعرا کے کلام سے حسب ضرورت انتخاب شامل لغت کیا۔ اپنی اس تیس سالہ جہد مسلسل کو ہمارے لیے دم پخت کیا اور تزئین و آرائش کر کے بڑے سلیقے اور ہنر مندی کے ساتھ اہل علم و ادب کے لیے پیش کر دیا۔

اب یہ کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ محض طلاقات لسانی کے زور پر اس کے نقص تلاشے یا یہ کہے کہ فلاں فلاں شعرا کلام کے نمونے مثالوں کے لیے کیوں نہ شامل کیے۔ یا فلاں علاقے کے شعرا کو کیوں نظر انداز کیا۔ یا فلاں چیزوں کی کمی کیوں نہ پوری کی یا فرہنگ آصفیہ تو فالن کی لغت کا چربہ ہے۔ اس کا صراحت و وضاحت کے ساتھ جواب یہ ہے کہ سید احمد دہلوی نے فرہنگ آصفیہ کا ڈول 1868ء میں ڈالا، عرب سرائے دہلی کے آثار اس کے شاہد ہیں۔ فالن کے ساتھ وہ ایک معاون کی حیثیت سے 1873 سے 1879 تک وابستہ رہے۔ اس معاونت کے نتیجے میں انہیں سائنٹفک انداز میں لغت کو تالیف کرنے کا ڈھنگ سیکھنے کو ملا۔ جبکہ منشی سید احمد دہلوی پانچ سال پہلے ہی فرہنگ آصفیہ کا خاکہ مرتب کر چکے تھے۔ اور اس کے لیے اینٹ، روڑا اور دیگر سازو سامان اکٹھا کرنے کی تحقیق و جستجو کا آغاز کر دیا تھا۔ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ جس طرح ڈپٹی نذیر احمد کے سامنے اردو میں ناول نگاری کا کوئی باقاعدہ نمونہ نہ تھا۔ لیکن انہوں نے اپنی دانائی اور علمی و تنقیدی بصیرت کو بروئے کار لا کر مراۃ العروس (1869) پیش کر دیا تھا۔ جس پر کچھ ناقدین نے تنقید کر کے اپنا قد بڑا کرنے کی کوشش کی، بعینہ سید احمد دہلوی بھی بغیر کسی باقاعدہ اردو لغت کا نمونہ نہ ہونے کی بنا پر اس میدان کے بہترین مولف قرار دیے جاسکتے ہیں۔ اردو دنیا کو ان کا احسان مند ہونا چاہیے کہ آج بھی فرہنگ آصفیہ بنیادی لغت ہونے کا درجہ رکھتی ہے۔ بعد میں جتنے بھی لغت تالیف و ترتیب دیے گئے سب نے فرہنگ آصفیہ سے ہی استناد پکڑ کر اپنی عمارت کی بنیاد رکھی اور اس کی دیواروں کو مستحکم کیا۔

حواشی:

1۔ عطاء الرحمٰن میو، انجمن مفید عام قصور، اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، 1997، ص:5

2۔ مولوی سید احمد دہلوی، رسوم دہلی، مقدمہ: سید یوسف بخاری دہلوی، مرتبہ: ترقی اردو بورڈ کراچی۔ اردو اکیڈمی سندھ 1962ء ص:5

3۔ مولوی سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ جلد اول، پیش لفظ: اشفاق احمد / عملہ ادارت لاہور، بار اول 1977ء ص:2

4۔ زہرہ جعفری، سید احمد دہلوی، حیات اور کارنامے، دہلی، موڈرن پبلشنگ ہاوس، 2004ء ص 56

5۔ حامد حسن قادری ، پروفیسر ، داستان تاریخ اردو، آگرہ ، لکشمی نرائن اگروال ، 1941ء ص:814

6۔ مولوی سید احمد، رسوم دہلی، مقدمہ، مرتبہ خلیق انجم، دہلی، اردو اکادمی، 1986ء ص:31

7۔ مولوی اعلان صفی شہیر (منشی عالم)، مضمون مولوی سید احمد صاحب دہلوی، مشمولہ رسالہ "ادیب" الہ آباد جلد4 نمبر3 ستمبر 1911ء ص:136

8۔ زہرہ جعفری، سید احمد دہلوی، حیات اور کارنامے، ص:65

9۔ انشاہادی النسا، منشی سید احمد دہلوی، دہلی، کوچہ پنڈت۔1910ء ص:2

10۔ ہادی النسا، مصنف منشی سید احمد دہلوی ، مرتبہ : سید بخاری دہلوی لاہور مجلس ترقی ادب، مئی 1973ء ص:293

11۔ رسالہ "ادیب" الٰہ آباد جلد4 نمبر3، ستمبر 1911ء ص:139

12۔ مرقع زبان وبیان دہلی، سید احمد دہلوی، دہلی، 1916 ص:82

13۔ رسوم دہلی، سید احمد دہلوی، مرتبہ خلیف انجم، دہلی اردو اکادمی، 1986ء ص:9

14۔ فرہنگ آصفیہ، جلد اول سید احمد دہلوی لاہور، اردو سائنس بورڈ 1977ء ص:40

15۔ مولوی سید احمد دہلوی۔ فرہنگ آصفیہ جلد چہارم، لاہور مرکزی اردو بورڈ، بار اول ل 1977ء ص:793

16۔ داغ دہلوی، دیوان داغ، نئی دہلی، مشورہ بک ڈپو، 1961ء ص:86

17۔ فرہنگ آصفیہ، لاہور مرکزی اردو بورڈ، 1977ء ص:3

18۔ وجیہہ زہر جعفری، سید احمد دہلوی، حیات اور کارنامے، دہلی موڈرن پبلشنگ ہاوس 2004ء ص:67

19۔ رسوم دہلی ، تصنیف مولوی سید احمد دہلوی ، مقدمہ سید یوسف بخاری ، مرتبہ ترقی اردو بورڈ کراچی اردو اکیڈمی سندھ نومبر 1962ء ص:ڈذ

20۔ فرہنگ آصفیہ پر تبصرہ، قاضی عبدالودود، پٹنہ ، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، 1981ء ص:4

21۔ ایضاً، ص:40